مفت سلسلہ اشاعت 110

وسعتِ علمِ نبوی



شیخ عبداللہ سراج الدین شامی

ترجمہ
مفتی محمد خان قادری

جمعیتِ اشاعتِ اہلسنت پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ﷺ

نام کتاب : وسعت علم نبوی

مصنف : حضرت علامہ شیخ عبداللہ سراج الدین شامی

مترجم : حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری

ضخامت : 48 صفحات

تعداد : 2000

سن اشاعت : مئی 2003ء

مفت سلسلہ اشاعت : 110

☆☆☆ ناشر ☆☆☆

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی۔74000 فون: 2439799

زیر نظر کتابچہ "جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان" کے تحت شائع ہونے والے سلسلہ مفت اشاعت کی 110 ویں کڑی ہے۔ یہ کتابچہ ملک شام کے ایک عالم حضرت شیخ عبداللہ سراج الدین شامی صاحب کے شاہکار قلم کا نتیجہ ہے جس کا ترجمہ ملک پاکستان کے نامور عالم دین حضرت علامہ مولانا مفتی محمد خان قادری صاحب نے کیا ہے۔ جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان نے اس کتاب کی از سر نو کتابت کروائی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مصنف اور مترجم دونوں کے علم میں عمر میں اور عمل میں برکت عطا فرمائے اور ان کے سایہ عاطفت کو ہم اہلسنت و جماعت پر تا دیر دراز فرمائے اور ان کو یوں ہی مسلک اہلسنت و جماعت کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء خلق سے لے کر دخول جنت تک کا علم حضور ﷺ کو عطا فرمایا ہے اس پر درج ذیل دلائل شاہد ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جو کتاب عطا فرمائی اس کے ذریعے آپ ﷺ کو تمام اشیاء کا علم عطا فرمایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ الآیہ (النحل:۱۶/۸۹)

"اور ہم نے آپ پر کتاب اتاری جو ہر شے کا تفصیلی بیان ہے"۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:۔

﴿مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ﴾ (سورۃ الانعام:۶/۳۸)

"ہم نے کتاب میں کوئی شے چھوڑی نہیں"۔

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں یہاں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے امام بلخی اور جماعت مفسرین کا یہی مختار ہے:۔

فانہ ذکر فیہ جمیع ما یحتاج الیہ من امر الدین والدنیا بل وغیر ذلک

" کیوں کہ قرآن میں ان تمام چیزوں کا بیان ہے جن کی ضرورت ہے خواہ وہ دینی ہیں یا دنیاوی بلکہ اس سے بھی اضافی علوم ہیں۔" (روح المعانی:۷،۱۸۶)

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ط وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ (سورۃ النساء:۴/۱۱۳)

"ہم نے علم دیا ہر اس شے کا جو آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا عظیم فضل ہے۔"

اس کی تفسیر میں امام محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۰۱ھ لکھتے ہیں:۔

من خبر الأولین و الأخرین وما کان وما هو کائن

"آپ کو پہلوں (پچھلوں) اور بعد کے لوگوں کی خبریں اور جو ہوا اور جو ہونے والا ہے تمام کی اطلاع دی گئی۔" (جامع البیان: ۴/۳۷۳)

اسی آیت کے تحت مفسرین نے یہ تصریح بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سینے کے رازوں اور بھیدوں سے آگاہ فرمایا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:۔

أی الذی لم تکن تعلمه من خفیات الأمور وضمائر الصدور

"یعنی وہ مخفی امور اور سینوں کے بھید جو آپ نہ جانتے تھے ہم نے آپ کو عطا کردیئے۔" (روح المعانی: ۵/۱۸۷)

سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۶۷ کے مبارک الفاظ ﴿أَنزَلَهُ بِعِلْمِهِ﴾ کے تحت علامہ آلوسی لکھتے ہیں:۔

ومن هنا علم ﷺ ما کان وما هو کائن

"یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ ان تمام اشیاء کو جانتے ہیں جو پہلے تھیں اور جو بعد میں ہونے والی ہیں۔" (روح المعانی: ۶/۲۶۷)

احادیث صحیحہ میں ہے آپ ﷺ نے ممبر پر تشریف فرما ہو کر دخول جنت تک کے حالات پر صحابہ کرام کو مطلع فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کے مبارک الفاظ ہیں:۔

فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ

"آپ علیہ السلام نے ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اہل جنت کے جنت میں اور اہل دوزخ کے دوزخ میں داخلہ تک اطلاع دی۔" (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق)

اس کے تحت تمام شارحین حدیث نے یہ لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے مخلوقات کے تمام احوال کی خبر عطا فرما دی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کے الفاظ ہیں:۔

دلّ ذلک علی أنه أخبر فی المجلس الواحد لجمیع أحوال المخلوقات منه ابتدائت إلی أن تف إلی أن تبعث فشمل ذلک الأخبار عن المبداء والمعاش والمعاد

"یہ حدیث مبارکہ واضح کر رہی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ہی نشست میں مخلوقات کے تمام احوال کے بارے میں خبر دی جب سے وہ پیدا ہوئی اور جب وہ فنا ہو جائے گی اور پھر دوبارہ حساب وکتاب ہوگا تو یہ اخبار ابتداء دنیاوی زندگی اور آخرت، تمام پر مشتمل ہے"۔ (فتح الباری: ۶/۲۲۳)

مسند احمد میں حضرت ابو زید انصاری سے یہ الفاظ منقول ہیں:۔

فَحَدَّثَنَا بِمَا هُوَ کَانَ وَمَا هُوَ کَائِنٌ

"آپ علیہ السلام نے ہمیں ہر اس شے کی اطلاع فرما دی جو ہوا اور جو ہونے والا ہے۔" (فتح الباری: ۶/۲۲۳)

امام ترمذی نے باب "مَا قَامَ بِهِ النَّبِیُّ ﷺ مِمَّا هُوَ کَائِنٌ إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ" قائم کیا اور اس کے تحت حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ نقل کئے:۔

فَلَمْ یَدَعْ شَیْئًا یَکُوْنُ إِلٰی قِیَامِ السَّاعَةِ إِلَّا أَخْبَرَنَا بِهٖ

"آپ ﷺ نے تا قیامت ایسی شے کو نہیں چھوڑا جس کی خبر ہمیں نہ دی ہو"۔ (فتح الباری: ۶/۲۲۳)

ان ہی تمام نصوص کے پیش نظر امت مسلمہ آپ ﷺ کو عالم ما کان وما یکون مانتی ہے لیکن کچھ لوگ آپ علیہ السلام کے بارے میں نہایت ہی گھٹیا رویہ اختیار کرتے ہوئے یہ کہہ دیتے ہیں کہ آپ کو دیوار کی دوسری جانب کا علم نہیں، آپ کو اپنے انجام کی خبر نہیں "نعوذ باللہ" حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو علوم کے سمندر عطا فرمائے ہیں لوح وقلم کا علم اسی کا حصہ ہے، امام بوصیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَهَا وَمِنْ عُلُومِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

ایسے لوگوں کی اصلاح کے لئے متعدد اہل علم نے لکھا ان میں سے عالم اسلام کی عظیم علمی وروحانی شخصیت اور عظیم محدث شیخ عبداللہ سراج الدین حلبی زید مجدہ بھی ہیں آپ نے حضور علیہ السلام کے شمائل وسیرت پر "سیدنا محمد رسول اللہ" نامی کتاب لکھی جو نہایت ہی عمدہ ہے اس میں ایک باب حضور علیہ السلام کے علم شریف پر ہے یہ مقالہ اسی باب کا ترجمہ ہے۔

بارگاہ الٰہی میں دعا ہے کہ وہ اسے قبول فرمائے اور ہم سب کے لئے اسے نافع اور مفید بنائے۔ (آمین)

شیخ موصوف کی نہایت ہی اہم کتاب "الصلاۃ علی النبی ﷺ" کا ترجمہ بھی بنام "آئیں قرب مصطفیٰ پائیں" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

والسلام

فقیر الی اللہ

محمد خان قادری

خادم کاروان اسلام

۶ ربیع الاول ۱۴۲۱ھ بروز بدھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وسعت علم نبوی ﷺ

آپ ﷺ کی علمی وسعت وکثرت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جان سکتا جس نے آپ ﷺ کو یہ ساری وسعت وکثرت عطا فرمائی ہے۔ رسول اللہ ﷺ علم وسیع اور فہم عظیم رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کثیر علوم نافعہ اور عظیم معارف عالیہ سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر وسعت علمی کے ساتھ جو فضل عظیم فرمایا ہے اس کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا:۔

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَیْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا﴾ (النساء:۴/۱۱۳)

اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت اتاری اور آپ کو سکھا دیا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور اللہ کا آپ پر بڑا فضل ہے۔

تو آپ ﷺ تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم اور اللہ تعالیٰ کی سب سے زیادہ معرفت رکھنے والے ہیں بخاری ومسلم نے روایت کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اِنَّ أَتْقَاکُمْ وَأَعْلَمَکُمْ بِاللّٰهِ أَنَا

میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا اور اس کے بارے میں جاننے والا ہوں۔

اصیلی کی روایت کے الفاظ ہیں:۔

أَنَا اَعْرَفُکُمْ بِاللّٰهِ

میں تم سب سے اللہ تعالیٰ کی معرفت زیادہ رکھتا ہوں۔

جو شخص ان تعلیمات الٰہیہ میں غور وفکر کرے گا جو اس نے اپنے انبیاء ورسل کو عطا کیں ہیں اور قرآن مجید میں وارد ہیں اس پر نہایت واضح طور پر آشکار ہو جائے گا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ

کو اللہ تعالیٰ نے جن علوم سے نوازا وہ ان سے کہیں اکثر، زیادہ، بہت جامع اور عام ہیں اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرمایا:۔

﴿وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمْ﴾ (النساء:۴/۱۱۳)

اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔

یہاں "ما" کا کلمہ لایا گیا جو عموم وشمول کے لئے آتا ہے تاکہ ان تمام علوم کو شامل ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام انبیاء ورسل کو عطا فرمائے اور ان کو بھی جو خصوصی طور پر حضور سرور عالم ﷺ کو عطا فرمائے۔

امام حافظ ابوبکر بن عائذ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں جب آپ ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو خازن جنت رضوان نے آپ ﷺ کے کان مبارک میں کہا، تمہیں مبارک ہو۔

فَمَا بَقِیَ لِنَبِیٍّ عِلْمٌ اِلَّا وَقَدْ اُعْطِیْتَہٗ فَاَنْتَ اَکْثَرُھُمْ عِلْمًا وَّاَشْجَعُھُمْ قَلْبًا

"جو علم کسی بھی نبی کو نہیں دیا گیا وہ آپ ﷺ کو عطا کر دیا گیا ہے تو آپ ﷺ علم کے اعتبار سے ان میں زیادہ اور قلب کے اعتبار سے زیادہ شجاع ہیں۔"

حافظ زرقانی کہتے ہیں یہ روایت مرسل صحابی ہے اور اس کا حکم متصل اور مرفوع والا ہوتا ہے کیوں کہ یہ مسئلہ قیاسی نہیں۔

امام بخاری اور مسلم نے حضرت انس ؓ سے نقل کیا کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مختلف سوالات کئے حتی کہ جب انہوں نے اس میں کثرت سے کام لیا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا:۔

سَلُوْنِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بَیَّنْتُہٗ لَکُمْ

پوچھ لو مجھ سے، تم جو بھی پوچھو گے میں بتاؤں گا

دوسری روایت میں ہے:۔

اِلَّا اَخْبَرْتُکُمْ بِہٖ مَا دُمْتُ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا

میں اسی مقام پر کھڑے انہیں بتاؤں گا۔

یہ سن کر لوگ سہم گئے میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو ہر آدمی کپڑے میں سر ڈھانپے رو رہا تھا ایک ایسا آدمی بولا جس کی نسبت لوگ غیر والد کی طرف کرتے تھے۔

یَا نَبِیَّ اللّٰہِ ﷺ مَنْ اَبِیْ؟

میرا باپ کون ہے؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

اَبُوْکَ حُذَافَۃَ

تیرا باپ حذافہ ہی ہے۔

اتنے میں حضرت عمر ؓ نے عرض کیا ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور حضور ﷺ کے رسول ہونے پر ایمان رکھتے ہیں اور فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کبھی خیر وشر کو آج کے دن کی طرح نہیں دیکھا۔

اِنِّیْ صُوِّرَتْ لِیَ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ فَرَاَیْتُھُمَا دُوْنَ ھٰذَا الْحَائِطِ

"جنت ودوزخ کو میرے لئے متمثل کر دیا گیا جنہیں میں نے اس دیوار سے بھی قریب دیکھا۔"

مذکورہ روایت میں آپ ﷺ کا یہ مبارک جملہ "سَلُوْنِیْ لَا تَسْئَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا بَیَّنْتُہٗ لَکُمْ" تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں تمہیں بتاؤں گا، نہایت ہی قابل توجہ وغور ہے۔

علم میں اضافہ کی دعا:۔

اتنے کثیر علم کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو یہ حکم دیا کہ ہمیشہ علم میں اضافہ کی دعا کیا کریں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

﴿وَ قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ (سورہ طٰہٰ ۲۰/۱۱۴)

اے نبی! کہیے، میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما۔

یاد رہے سوائے علم میں اضافہ کے، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کسی شئی میں اضافہ کی دعا کی تلقین نہیں کی یہی وجہ ہے آپ ﷺ شب و روز کی دعاؤں میں علمی اضافہ طلب کرتے مثلاً صحیح مسلم میں ہے جب رات کو بیدار ہوتے تو یہ دعا فرماتے:۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ أَسْتَغْفِرُکَ اللّٰهُمَّ لِذَنْبِیْ وَأَسْأَلُکَ رَحْمَتَکَ اللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ لَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ إِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً إِنَّکَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

تیرے سوا کوئی معبود نہیں تمام پاکیزگی اللہ تیرے لئے ہے اور حمد بھی، میں تجھ سے اپنے معاملات پر معافی مانگتا ہوں۔ تجھ سے رحمت کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما، ہدایت کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا نہ فرما، مجھے اپنی خصوصی رحمت سے نواز، بلاشبہ تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔

امام ترمذی اور ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے:۔

اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ وَّ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ

اے اللہ! مجھے اس سے نفع دے جو تو نے مجھے علم دیا ہے اور نافع علم مجھے سکھا اور میرے علم میں اضافہ فرما، ہر حال میں اللہ کے لئے حمد ہے اور اللہ کی پناہ دوزخ والوں کے حال سے۔

روزانہ علوم کی بارش:۔

تو آپ ﷺ کے علوم اور معارف الٰہیہ میں ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور آپ پر فیوضات الٰہیہ اور فتوحات ربانیہ کی ہمیشہ مسلسل بارش جاری رہی جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت عیاض بن حمارد مجاشعی رضی اللہ عنہ سے ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

إِنَّ رَبِّیْ أَمَرَنِیْ أَنْ أُعَلِّمَکُمْ مَاجَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِیْ فِیْ یَوْمِیْ هٰذَا

میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں وہ سکھاؤں جو تم نہیں جانتے، اس میں سے جو آج کے دن مجھے اللہ تعالیٰ نے سکھایا ہے۔

ہر روز اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ پر علوم و معارف کی برسات فرماتا اور حکم دیتا کہ آپ ان میں سے بعض کی لوگوں کو تعلیم دیں ان کی ضرورت، برداشت اور عطا کردہ استعداد کے مطابق انہیں بھی سکھائیں۔

واضح رہے خلقِ خدا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو علوم نبی ﷺ کے ابواب کا، یا انواع کا بلکہ اجناس کا احاطہ کر سکے اس کا احاطہ صرف عطا کرنے والا اللہ ہی فرما سکتا ہے۔ ہم آپ کے کثرت علوم اور وسعت پر چند دلائل ذکر کئے دیتے ہیں تا کہ جاہل کو تعلیم اور غافل کو تنبیہ ہو جائے اور اس سے مقام رسول ﷺ پر کامل ایمان رکھنے والے کے ایمان میں اضافہ ہو۔

پہلی دلیل:۔

قرآن مجید کو لیجئے جسے اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو پڑھایا آپ کے سینہ اقدس میں اسے آپ کے لئے جمع فرمایا اس کی تعلیم دی اور آپ کے لئے اسے بیان کیا اور آپ کو لوگوں کے لئے بیان کا حکم دیا آپ کے لئے حقائق قرآنیہ، معانی، اسرار، انوار اور قرآن کا ظاہر و باطن منکشف فرما دیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ج خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ج اِقْرَاْ

﴿وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ لا الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ لا عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ﴾

(سورہ علق:۱/۹۶۔۵)

پڑھو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

یہ پانچ آیات ہیں جن سے نزول قرآن کا آغاز ہوا اور جبرئیل امین اعلان نبوت والی رات لے کر آئے جیسا کہ پورا واقعہ روایات میں موجود ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام قرآن لے کر آئے اور کہا پڑھو! فرمایا، میں پڑھنے والا نہیں ہوں، کیوں کہ آپ امی تھے نہ کسی سے پڑھنا سیکھا اور نہ لکھنا جبرئیل امین علیہ السلام نے تین دفعہ کہا اور آپ کو تین بار بازوؤں میں لے کر اپنے **ساتھ ضم کیا** تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کردہ معانی، اسرار اور انوار کا آپ پر فیضان ہو جس **کا تعلق جسم سے بھی تھا** اور دل و روح کے ساتھ بھی۔ پھر کہا ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ ﴾ یعنی تم اپنے **رب کے نام کی برکت سے پڑھو** نہ کہ اپنے سیکھنے کی بنیاد پر کیوں کہ اس سے پہلے آپ نے کچھ نہیں **پڑھا اور نہ کسی سے سیکھا اس کے بعد** رسول اللہ ﷺ قرآن کے قاری اور عالم ہو گئے اور قرآن کی **تلاوت کرنے لگے حالانکہ چالیس سال تک ایک آیت** بھی آپ نے نہ پڑھی تھی۔ اس میں اس پر برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے کہ **سیدنا محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف** سے وحی کی بنا پر بولنے والے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:۔

﴿قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَیْکُمْ وَلَآ اَدْرٰکُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِیْکُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ .﴾ (یونس ۱۰/۱۵،۱۶)

تم فرماؤ اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تم پر نہ پڑھتا، نہ وہ تم کو اس سے خبردار کرتا تو میں اس سے پہلے تم میں **اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں کیا تمہیں عقل نہیں**۔

یعنی جو آدمی حضور ﷺ کے معاملہ میں غور و فکر کرے گا اسے آپ ﷺ کو برحق رسول ماننا پڑے گا اس کے سوا اور دوسرا کوئی احتمال نہیں آپ صرف عبقری شخصیت اور صاحب فہم و ذکاء ہی نہیں بلکہ آپ فقط رسول ہیں اور اللہ تعالیٰ آپ پر وحی فرماتا ہے۔ وہ لوگ جو کہا کرتے تھے کہ جو یہ شخص لایا ہے مثلاً ہدایت، علم اور تعلیمات یہ سارا کچھ باب ثقافت یا فرط ذکاوت یا جودت عبقری کی وجہ سے ہے اللہ تعالیٰ نے ان مخالفین کا رد فرماتے ہوئے کہا کہ یہ تو امی ہیں نہ انہوں نے کسی سے پڑھنا اور لکھنا سیکھا اور نہ ہی کسی استاذ کے پاس گئے فرمان باری تعالیٰ ہے:۔

﴿وَمَا کُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ کِتَابٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِیَمِیْنِکَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴾ (سورہ العنکبوت ۲۹/۴۷،۴۸)

اور اس سے پہلے تم کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے۔

جب دشمنوں نے آپ ﷺ پر یہ تہمت لگائی کہ انہوں نے یہ سارا کچھ ایک عجمی نوجوان سے سیکھا ہے تو اللہ تعالیٰ نے تردید کرتے ہوئے فرمایا:۔

﴿وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّهُمْ یَقُوْلُوْنَ اِنَّمَا یُعَلِّمُهٗ بَشَرٌ ﴾ (النحل ۱۶/۱۰۳)

اور بے شک ہم جانتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ تو کوئی آدمی سکھاتا ہے۔

یعنی وہ نوجوان جو بعض قریش کا مملوک تھا لیکن وہ عجمی تھا تو فرمایا۔

﴿لِسَانُ الَّذِیْ یُلْحِدُوْنَ اِلَیْهِ اَعْجَمِیٌّ وَّ هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِیٌّ مُّبِیْنٌ ﴾ (النحل ۱۶/۱۰۳)

جس کی طرف ڈھالتے ہیں اس کی زبان عجمی ہے اور یہ روشن عربی زبان

جس غلام کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس سے سیکھا ہے وہ عجمی ہے اور قادر الکلام ہی نہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ جو کلام لائے ہیں وہ تو قرآن کی صورت میں فصیح عربی ہے تو یہ تصور کیسے کیا جا سکتا ہے کہ یہ قرآن عربی میں اس آدمی سے حاصل کیا جائے جو عجمی ہو اور بیان پر قدرت بھی نہ رکھتا ہو۔

رحمٰن نے قرآن پڑھایا:۔

تو رسول اللہ ﷺ یہ قرآن اپنی طرف سے نہیں لائے اور نہ ہی کسی مخلوق کی طرف سے کیوں کہ مخلوق تو اس کی مثل لانے سے عاجز ہے۔ یہ تو رب العالمین کی جانب سے ہی ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

﴿اَلرَّحۡمٰنُ o عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ o خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ o عَلَّمَهُ الۡبَيَانَ﴾ (سورہ رحمٰن ۵۵/۱۔۴)

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمد ﷺ کو پیدا کیا (ما کان وما یکون) کا بیان انہیں سکھایا۔

اول انسان جسے رحمٰن نے خود قرآن سکھایا وہ سیدنا محمد ﷺ ہی ہیں پھر ان سے لوگوں نے قرآن لیا اور سیکھا یعنی کہ آپ ﷺ ہی وہ پہلے انسان ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف معانی قرآن کی تعلیم دی بلکہ اس کے الفاظ کی تلاوت بھی سکھائی اور ان کے معانی، حکمتیں، معارف، اسرار، اشارات اور خصائص سے آگاہ فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے:۔

﴿سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰۤى﴾ (اعلیٰ ۸۷/۵،۶)

اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:۔

﴿لَا تُحَرِّكۡ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعۡجَلَ بِهٖ o اِنَّ عَلَيۡنَا جَمۡعَهٗ وَقُرۡاٰنَهٗ o فَاِذَا قَرَاۡنٰهُ فَاتَّبِعۡ قُرۡاٰنَهٗ o ثُمَّ اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ o﴾ (القیامہ:۷۵/۱۶۔۱۹)

تم یاد کرنے کی جلدی میں اپنی زبان کو حرکت نہ دو بے شک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے تو جب ہم اسے پڑھ چکیں اس وقت اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو پھر بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

مفہوم یہ ہے اے حبیب یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ قرآن کو آپ کے سینہ اقدس میں

جمع کریں اور آپ کی زبان سے اس کی تلاوت بھی ہماری ذمہ داری ہے لہٰذا وحی مکمل ہونے سے پہلے اس خوف سے تلاوت میں جلدی نہ کریں کہ کہیں اس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سینہ اقدس پر قرآن جمع فرمایا، آپ ﷺ سے اس کی تلاوت کروائی، اس کے معانی و بیان کی ذمہ داری لیتے ہوئے فرمایا:۔

﴿اِنَّ عَلَيۡنَا بَيَانَهٗ﴾ (القیامہ:۷۵/۱۹)

بے شک اس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

یعنی اس کے معانی، احکام اور اوامر ونواہی کا بیان بھی ہماری ذمہ داری ہے۔

(۱) خصائص الفاظ قرآنی سے آگاہی:۔

اس تعلیم میں خصائص الفاظ قرآن سے آگاہی بھی ہے امام ابوداؤد، ترمذی نے ثوری سے ان سے ابواسحاق نے ان سے مہلب بن ابی صفرہ نے روایت کیا کہ ایک صحابی نے بیان کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر رات کو دشمن تم پر حملہ آور ہو جائے تو تم کہو۔

﴿حٰمٓ لَا يُنۡصَرُوۡنَ﴾

حم، تو وہ کامیاب نہ ہوں گے۔

حافظ ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اس میں واضح اشارہ ہے کہ حٰم میں حمایت (حفاظت) ہے۔

(۲) خصائص آیات قرآنی سے آگاہی:۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو آیات قرآنی خصائص سے آگاہ فرمایا جیسا کہ سورہ بقرہ کی آخری آیات کے بارے میں مروی ہے۔

امام ترمذی نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے ایک تحریر فرمائی:۔

أُنزِلَ مِنهُ اٰيَتَينِ خُتِمَ بِهِمَا سُورَةُ البَقَرَةِ وَلَا يُقرَأُ بِهِنَّ فِيْ دَارٍ ثَلَاثَ لَيَالٍ فَيَقرُبُهَا شَيطَانٌ

اس میں سے آیات کا نزول ہوا جو سورۂ بقرہ کی آخری ہیں جس گھر میں یہ تین راتیں پڑھی جائیں وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔

سورہ کہف کی آخری اور پہلی دس آیات کے بارے میں مروی ہے کہ دجال سے حفاظت کا ذریعہ ہیں مسند احمد میں حضرت ابودرداء ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جس نے سورہ کہف کی پہلی دس آیات حفظ کرلیں۔

عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ

وہ دجال سے محفوظ کردیا گیا۔

اس صحابی سے یہ بھی مروی ہے کہ جس نے سورۃ الکہف کی آخری دس آیات حفظ کر لیں وہ فتنۂ دجال سے محفوظ کردیا جائے گا۔

حافظ ضیاء مقدسی نے المختارہ میں حضرت علی ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھی۔

فَهُوَ مَعْصُومٌ إِلٰى ثَمَانِيَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ فِتْنَةٍ وَّ إِنْ خَرَجَ الدَّجَّالُ عُصِمَ مِنْهُ

وہ آٹھ دن تک ہر فتنہ سے محفوظ ہوجائے گا اور اگر دجال کا ظہور ہوا تو اسے اس سے محفوظ کرلیا جائے گا۔

اس طرح سورہ یٰسین کی ابتدائی آیات ہیں، ابن اسحاق وغیرہ نے نقل کیا کہ ہجرت کی رات آپ ﷺ **ان کی تلاوت** کرتے ہوئے نکلے اور ایک مٹھ مٹی دشمنوں کی طرف پھینکی اور وہ آپ ﷺ کو نہ دیکھ پائے حالانکہ وہ محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ یہ موضوع نہایت وسیع ہے اور یہ مقام تفصیل نہیں۔

(۳) سورتوں کے خصائص کا علم:۔

اللہ تعالیٰ نے الفاظ قرآن اور آیات قرآن کے ساتھ ساتھ آپ کو سورتوں کے خصائص سے آگاہ فرمایا سورۂ یٰسین کے بارے میں فرمایا یہ "قرآن کا دل" ہے اور اس کے بہت خصائص ہیں سورۂ دخان کے بارے میں فرمایا "جس نے رات کو تلاوت کی وہ صبح بخشا ہوا اٹھے گا" سورۂ ملک کے بارے میں فرمایا "یہ عذاب قبر سے نجات دینے والی ہے" اور اس طرح دیگر سورتوں کے خصائص احادیث سے ثابت ہیں جو واضح کررہا ہے کہ حضور ﷺ کو قرآنی حروف، آیات اور سورتوں کے خصائص کا بڑا وسیع وکبیر علم تھا۔ پاک، فتاح اور علیم ہے وہ ذات جس نے اپنے حبیب ﷺ پر ان علوم کے دروازوں کو وا فرمادیا۔

(۴) خفیہ قرآنی اشارات کا علم:۔

آپ ﷺ کو صرف الفاظ صریح کا علم ہی نہیں دیا گیا بلکہ قرآن کے مخفی اشارات سے بھی آگاہ فرمادیا گیا جیسا کہ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے۔ جب سورہ النصر إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ کا نزول ہوا تو حضور ﷺ کو آگاہ کردیا گیا کہ آپ ﷺ کا وصال ہونے والا ہے دوسری روایت میں ہے کہ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:۔

نُعِيتُ إِلَيَّ نَفْسِي

"مجھے میرے وصال کی اطلاع کردی گئی ہے۔"

اور اسی سال آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔

امام احمد نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ ہر بات کے آخر میں پڑھتے:۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ

"اللہ کے لئے پاکیزگی اور حمد ہے، میں اللہ سے معافی مانگتا ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔"

اور فرماتے مجھے میرے رب نے فرمایا میں تمہیں عنقریب ایک نشانی دکھاؤں گا جب تم دیکھو تو میری تسبیح تحمید اور استغفار کرنا کیوں کہ میں بار بار توبہ قبول کرنے والا ہوں اور وہ میں نے دیکھ لی ہے اور وہ سورۂ نصر کا نزول ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کو قرآن کے معانی، حقائق، خصائص، اشارات، دلالات، اور اسرار و مضامین سے اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرما دیا اس کی حقیقت، قدر اور کیت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے جس نے یہ آپ کو عطا فرمایا ہے۔

(۵) قرآن میں ہر شے کا بیان:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

﴿مَا فَرَّطْنَا فِی الْكِتَابِ مِنْ شَیْءٍ﴾ (الانعام ۶/۳۸)

ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہ رکھا۔

دوسرے مقام پر فرمایا۔

﴿وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّهُدًی وَّرَحْمَةً وَّ بُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ o﴾ (النحل:۱۶/۸۸)

"اور ہم نے تم پر یہ قرآن اتارا کہ ہر چیز کا روشن بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت مسلمانوں کو۔"

حدیث میں حضرت ابن مسعود ؓ سے ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:۔

أُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰی سَبْعَةِ أَحْرُفٍ لِکُلِّ حَرْفٍ مِّنْهَا ظَهْرٌ وَّبَطْنٌ وَّلِکُلِّ حَرْفٍ حَدٌّ وَلِکُلِّ حَدٍّ مُطَّلَعٌ

"قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے ہر حرف کے لئے ظاہر و باطن ہے اور ہر

حرف کے لئے حد ہے اور حد کے لئے آگاہی پانے والا ہے۔"

سنن ترمذی وغیرہ میں ہے سیدنا علی ؓ نے قرآن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ مبارک فرمان نقل کیا۔

وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ وَهُوَ الَّذِیْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ فِيْهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا شبع مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يخلق عَلٰی كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُهُ

قرآن اللہ تعالیٰ کی مضبوط رسی ہے، یہ ذکر پُر حکمت ہے، یہی سیدھا راستہ ہے، اس سے آرزویں غلط نہیں ہوتیں، اس سے زبانوں میں التباس نہیں آتا، اس سے علماء کبھی سیر نہ ہوں گے، کثرت حوالہ جات سے یہ پرانا نہ ہوگا اور نہ ہی اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا:۔

إِنَّ الْقُرْاٰنَ ذُوْ شُجُوْنٍ وَّ فُنُوْنٍ وَّ ظُهُوْرٍ وَّ بُطُوْنٍ لَّا تَنْقَضِیْ عَجَائِبُهُ وَلَا تُبْلَغُ غَايَتُهُ

"قرآن میں کثیر فنون ہیں، اس کے ظہور و بطون ہیں، اس کے عجائبات کبھی ختم نہ ہوں گے اور اس کے آخری مفہوم کو نہ پایا جا سکے گا۔"

حضرت ابن مسعود ؓ سے ہے:۔

مَنْ أَرَادَ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فَلْيَعْقُلِ الْقُرْاٰنَ

"جو اولین و آخرین کا علم حاصل کرنا چاہتا ہے وہ قرآن کی تلاوت کرے۔"

تو قرآن کریم علوم و معارف کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے اس کے علوم و حقائق کے ساتھ اپنے رسول ﷺ کے لئے جمع فرما دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد اور مبارک داماد امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کا فرمان ہے۔

لَوْ تَكَلَّمْتُ لَكُمْ عَلٰی سُوْرَةِ الْفَاتِحَةِ لَاَوْقَرْتُ سَبْعِيْنَ جَمَلًا

میں تمہارے لئے سورۂ فاتحہ پر گفتگو کروں یعنی اس کی تفسیر لکھوں تو اس کا بوجھ ستر اونٹ اٹھائیں گے۔

اب غور کیجئے سیدنا رسول اللہ ﷺ کو جو علوم اور قرآنی مفاہیم حاصل ہیں ان کا عالم کیا ہوگا؟ یہ جو تمام کتب، تصانیف وغیرہ میں عرفاء نے بیان کیا اور وارثین محمدی نے نقل و بیان کیا۔

إِنَّمَا هُوَ رَشَاشَاتٌ مِّنْ بَحْرِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَسَاتٌ مِّنْ أَنْوَارِهِ
وَأَشْرَاقَاتٌ مِّنْ أَسْرَارِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"وہ آپ ﷺ کے علمی سمندر کے قطرے، آپ ﷺ کے انوار کی شعاعیں اور آپ ﷺ کے اسرار کی چمکتی روشنی ہے۔"

اہل علم و معرفت نے قرآن کریم سے متخرج علوم کو بیان کیا مگر ان کی انتہا کو نہ پا سکے ہر ایک نے اپنے علم و فہم کے ساتھ اس پر بڑی جدوجہد کی لیکن قرآن تو ایسے معانی و اسرار کا سمندر ہے جس کی انتہاء نہیں۔ اتقان وغیرہ میں بھی قاضی ابوبکر بن العربی کی قانون التاویل کے حوالے سے ہے کہ ہر کلمہ کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے اس طرح اس کے لئے ایک حد اور ایک مطلع ہے اس میں ترکیب اور ربط کا بھی اعتبار نہیں اگر اس کا اعتبار کر لیا جائے تو علوم کی کوئی حد نہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

علامہ راغب اصفہانی کی رائے:۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور ﷺ کی نبوت پر دیگر تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت کا اختتام فرمایا، ان کی شریعتوں کو آپ کی شریعت نے منسوخ اور مکمل فرما دیا اور اس طرح آپ پر نازل کردہ کتاب کو پہلی تمام کتب کا جامع بنایا جیسا کہ باری تعالیٰ نے خود اس پر تنبیہ فرمائی۔

﴿رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً o فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ o﴾ (البینۃ ۹۸/۲،۳)

وہ اللہ کا رسول کہ پاک صحیفے پڑھتا ہے ان میں سیدھی باتیں لکھی ہیں۔

اور اس کتاب کے **معجزات** میں سے یہ بتایا کہ اس کا حجم کم مگر ایسے تمام معانی پر مشتمل

جن کے شمار و گنتی سے عقولِ بشر قاصر اور جن کے سمیٹنے سے آلات دنیویہ عاجز ہیں جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّانَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ﴾ (لقمٰن:۳۱/۲۷)

اور اگر زمین میں جتنے پیڑ ہیں سب قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور، تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔

علامہ زرکشی کی رائے:۔

علامہ زرکشی "البرہان فی علوم القرآن" میں لکھتے ہیں۔ قرآن کریم اولین و آخرین کے علوم پر مشتمل ہے اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کا استنباط وہ شخص اس سے نہ کر سکے جسے اللہ تعالیٰ نے اس کا فہم عطا فرمایا ہے۔ حتیٰ کہ بعض اہل علم نے حضور سرور عالم ﷺ کی عمر شریف ۶۳ سال قرآن سے مستنبط کرتے ہوئے کہا:۔

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا﴾ (المنافقون:۶۳/۱۱)

"اور ہرگز اللہ کسی جان کو مہلت نہ دے گا جب اس کا وعدہ آ جائے۔"

یہ تریسٹھویں سورت کی آخری آیت ہے جو آپ ﷺ کے وصال پر شاہد ہے۔

یہ مقام علوم قرآن، مفاہیم اور اشارات کے بیان کا نہیں، اختصاراً ہم نے اس پر گفتگو کی ہے تاکہ آپ ﷺ کی وسعت علمی اور معانی قرآن کی طرف توجہ دلائی جائے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائے اور انہیں سوائے اللہ کے اور کوئی بھی نہیں جانتا۔

دوسری دلیل:۔

آپ ﷺ کی وسعت علمی اور کثرت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ پر نازل شدہ حکمت بھی دلیل ہے اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ﴾ (النساء:۴/۱۱۳)

"اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری"۔

دوسرے مقام پر فرمایا:۔

﴿وَاذْکُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِکُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِکْمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ کَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا﴾ (الاحزاب:۳۳/۳۴)

"اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا ہے خبردار ہے"۔

حکمت سے آپ ﷺ کی سنت مراد ہے خواہ وہ افعال ہیں یا اقوال، احوال ہیں یا آپ نے کسی امر کو ثابت رکھا جیسا کہ امام شافعی نے کئی جگہ تصریح کی ہے جمہور تابعین مثلاً امام حسن بصری، قتادہ اور مقاتل بن حیان وغیرہ کا یہی موقف ہے جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے اس آیت ﴿وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ﴾ کے تحت نقل کیا ہے۔

سنت نبویہ سراپا حکمت:۔

سنت نبویہ کو حکمت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صحیح قول، درست عمل اور ہر شئی کو اپنی مناسب جگہ دینے پر مشتمل ہے اور آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کے سراپا حکمت ہونے میں کوئی شبہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سنت نبویہ کو میزان بھی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

﴿اَللّٰهُ الَّذِيْ اَنْزَلَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ط وَمَا يُدْرِيْکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ﴾ (الشوریٰ ۴۲/۱۷)

"اللہ ہے جس نے حق کے ساتھ کتاب اتاری اور انصاف کی ترازو اور تم کیا جانو شاید قیامت قریب ہی ہو"۔

یہاں لفظ میزان کتاب سے متصل آ رہا ہے۔ جس سے مراد وہ حکمت محمدیہ اور سنت

نبویہ ہی ہے جو دوسرے مقام پر کتاب سے متصل ہے فرمایا وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ کیونکہ آیات قرآنی ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہیں۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کو میزان قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تمام اقوال، افعال اور احوال کے لئے ترازو ہے امت پر لازم ہے وہ اپنے اقوال، احوال اور افعال کو آپ ﷺ کی سنت پر پیش کرے اگر وہ اس ترازو کے مطابق ہیں تو صحیح، درست، مقبول اور کامیاب ہیں۔ اور اگر اس کے خلاف ہیں تو یہ قبیح اور مردود ہیں جیسا کہ امام مسلم نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

کُلُّ عَمَلٍ لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ

"ہر وہ عمل جو ہمارے طریقہ پر نہیں وہ مردود ہے"۔

سنت بھی وحی ہے:۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی "وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْکَ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ" سے بہت سے محققین نے یہ استدلال کیا ہے کہ سنت بھی وحی ہے اور اس کا نزول بھی اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہوا ہے جیسے کہ اس پر یہ فرمان باری تعالیٰ بھی شاہد ہے:۔

﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى﴾ (النجم ۵۳/۳،۴)

"اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے"۔

کیونکہ نطق (بولنا) تلاوت سے عام ہے اللہ تعالیٰ نے وَمَا يَتْلُوْا (جو تلاوت کرتے ہیں) وَمَا يَقْرَاُ (جو پڑھتے ہیں) نہیں فرمایا کہ اسے قرآن کریم کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے بلکہ وَمَا يَنْطِقُ (جو بولتے ہیں) فرمایا کہ محمد رسول اللہ ﷺ قرآن وحدیث میں خواہش نفس کی بنا پر نہیں بولتے ان کا نطق (بولنا) سراپا وحی ہے۔

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت مقداد ؓ سے نقل کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اَلاَ اِنِّیْ اُوْتِیْتُ الْقُرْاٰنَ وَمِثْلَهٗ مَعَهٗ

"سنو مجھے قرآن عطا کیا گیا اور اس کے ساتھ اس کی مثل بھی"

یہاں مِثْلَهٗ سے مراد سنت ہے جیسا کہ جمہور علماء کا موقف ہے تو اللہ تعالیٰ نے جس طرح آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اس طرح سنت کا بھی نزول فرمایا۔

امام بیہقی نے مدخل میں سند کے ساتھ حضرت حسان بن عطیہ سے نقل کیا:۔

كَانَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَالسُّنَّةِ كَمَا يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنَ يُعَلِّمُهٗ اِيَّاهَا كَمَا يُعَلِّمُهُ الْقُرْاٰنَ

"جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ پر قرآن کی طرح ہی سنت لے کر نازل ہوتے اور سنت کی تعلیم بھی قرآن کی طرح ہی دیتے۔"

اس پر اہل علم نے بخاری و مسلم کی اس روایت سے بھی استدلال کیا ہے جو حضرت ابو سعید خدری ؓ سے ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ مجھے تم پر ڈر اس پر ہے کہ تم پر دنیا کی زیب و زینت کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔ ایک آدمی نے عرض کیا کیا خیر، شر کو بھی ساتھ لائے گا؟ حضرت ابو سعید کہتے ہیں آپ ﷺ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پیشانی مبارک سے پسینہ صاف کیا (جو کہ وحی کے نزول کے وقت آتا تھا) اور فرمایا سائل کہاں ہے؟ عرض کیا، حاضر ہوں، فرمایا، خیر اپنے ساتھ خیر ہی لاتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے فرمایا خیر، ساتھ شر نہیں لاتا۔

علماء فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ سنت کا نزول بھی بصورت وحی ہوتا تھا۔ جیسا کہ اس حدیث سے بھی استدلال کیا گیا جسے امام بخاری اور دیگر محدثین نے نقل کیا حضرت یعلیٰ ابن امیہ ؓ کہتے ہیں میں نے حضرت عمر ؓ سے کہا مجھے حضور ﷺ کی وہ کیفیت دکھاؤ جب آپ پر وحی کا نزول ہوتا ہے، ایک دن مقام جعرانہ پر آپ ﷺ صحابہ کرام کے ساتھ تشریف

فرماتھے ایک آدمی نے حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ اس آدمی کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا فرمان ہے جس نے عمرہ کا احرام باندھا حالانکہ وہ خوشبو سے معطر ہے؟ آپ ﷺ نے تھوڑی دیر خاموشی فرمائی اور وحی کا نزول شروع ہو گیا حضرت عمر نے یعلیٰ کو بلا کر بتایا جب یعلیٰ آئے تو رسول اللہ ﷺ پر کپڑے کا سایہ کیا گیا تھا۔ یعلیٰ نے کپڑے کے اندر سر کیا تو دیکھا، رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ اقدس سرخ تھا اور آپ ﷺ نیند کی حالت میں تھے۔ جب وہ مبارک کیفیت ختم ہوئی تو فرمایا، عمرہ کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس آدمی کو بلایا گیا، فرمایا، خوشبو کو خوب دھوڈالو اور وہ جبہ اتار دو اور عمرہ میں اس طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

تیسری دلیل:۔

آپ ﷺ کی وسعت علمی پر اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ پر غیوب کا اظہار و مطلع کرنا بھی دلیل ہے آپ ﷺ کے علوم میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کثیر علوم غیبیہ کا اظہار فرمایا، ارشاد ربانی ہے:۔

عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْم بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝ (الجن:۷۲/۲۶،۲۷)

"غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:۔

وَ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ج فَلَمَّا نَبَّاَتْ بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ج فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْبَاَكَ هٰذَا ط قَالَ نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ

"اور جب نبی نے اپنی ایک بی بی سے ایک راز کی بات فرمائی پھر جب وہ اس کا ذکر

کر بیٹھی اور اللہ نے اسے نبی پر ظاہر کر دیا تو نبی نے اسے کچھ جتایا اور کچھ سے چشم پوشی فرمائی پھر جب نبی نے اسے خبر دی، بولی، حضور کو کس نے بتایا، فرمایا، مجھے علم والے خبردار نے بتایا۔"

علوم غیبیہ پر اطلاع کی متعدد صورتیں:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو علوم غیبیہ پر جو مطلع فرمایا اس کی متعدد اور کثیر صورتیں ہیں کچھ کا تذکرہ ملاحظہ کیجئے۔

(۱) ابتداءِ خلق سے لے کر دخول جنت و دوزخ تک کے احوال سے آگاہ فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ابتداء خلق سے لے کر لوگوں کے دخول جنت اور دخول دوزخ تک مطلع فرمایا جیسا کہ۔

(۱) امام بخاری نے حضرت عمر ؓ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔

فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ حَفِظَهٗ مَنْ حَفِظَهٗ وَنَسِيَهٗ مَنْ نَسِيَهٗ

"اور ہمیں ابتداء خلق سے لے کر اہل جنت کے دخول جنت اور اہل دوزخ کے دخول دوزخ تک کے احوال بیان فرما دیئے اسے یاد رہا جس نے یاد رکھا اور اسے بھول گیا جس نے اسے بھلا دیا۔"

(۲) امام بخاری و مسلم نے حضرت حذیفہ ؓ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا۔

مَا تَرَکَ فِيْهِ شَيْئًا اِلٰی قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَکَرَهٗ، عَلِمَهٗ مَنْ عَلِمَهٗ وَجَهِلَهٗ مَنْ جَهِلَهٗ

اور قیامت قائم ہونے تک ہونے والی کسی شئی کو نہیں چھوڑا یعنی تمام کو بیان فرمایا جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا اور جس نے نہ جانا اسے علم نہ رہا۔

(۳) حضرت حذیفہ ؓ کا بیان ہے میرے ساتھی جانتے ہیں۔

قَدْ کُنْتُ اَرَی الشَّیْءَ قَدْ کُنْتُ نَسِيْتُهٗ فَاَعْرِفُهٗ کَمَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ اِذَا غَابَ فَرَاٰهُ فَعَرَفَهٗ

"جب بھی کوئی معاملہ سامنے آتا ہے اور میں اسے بھولا ہوتا میں اسے اس طرح پہچان لیتا جیسے کسی آدمی نے دوسرے کو دیکھا وہ غائب ہونے کے بعد واپس آئے تو وہ پہچان لیتا ہے۔"

(۲) اپنے بعد قیامت تک ہونے والے واقعات سے آگاہ فرمایا:۔

آپ ﷺ نے اپنے بعد تا قیامت واقعات سے آگاہ فرمایا:۔

صحیح مسلم میں حضرت عمرو بن اخطب ؓ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز فجر پڑھائی اور ہمیں ظہر تک خطبہ دیا۔ پھر آپ ﷺ منبر سے اترے اور ظہر پڑھائی پھر عصر تک خطبہ دیا پھر اتر کر عصر پڑھائی پھر مغرب تک خطبہ دیا اور اس میں۔

فَاَخْبَرَنَا بِمَا هُوَ کَائِنٌ اِلٰی يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا

"قیامت تک ہونے والے واقعات سے ہمیں آگاہ فرمایا ہم میں سے جو زیادہ عالم تھا اس نے اسے زیادہ محفوظ رکھا۔"

(۳) قیامت تک آنے والے ہر معاملہ کی اطلاع دے دی:۔

قیامت تک آنے والا کوئی معاملہ ایسا نہیں جس کی اطلاع رسول اللہ ﷺ نے نہ دی ہو

امام ابوداؤد نے حضرت حذیفہ ؓ سے روایت کیا اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا میرے دوست بھول گئے یا بھلا دیئے گئے ہیں۔

مَا تَرَکَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ قَائِدِ فِتْنَةٍ اِلٰی اَنْ تَنْقَضِیَ الدُّنْيَا يَبْلُغُ مَنْ ثَلٰثَمِائَةٍ فَصَاعِدًا اِلَّا سَمَّاهُ لَنَا بِاسْمِهٖ وَاسْمِ اَبِيْهِ وَاسْمِ قَبِيْلَتِهٖ

"اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اختتام دنیا تک ہر فتنہ کے سربراہ کا نام، اس کے والد

کا نام اور اس کے قبیلہ کا نام بتا دیا اور اس میں سے کسی کو ترک نہیں فرمایا۔"

اس طرح آپ ﷺ نے قیامت صغریٰ وسطیٰ اور کبریٰ کی تمام علامات سے آگاہ فرمایا، آخرت کے تمام احوال، برزخ کے تمام احوال، اس طرح اہل جنت اور اہل نار کے تمام احوال بیان فرمادیئے ان کی تفاصیل کتب حدیث میں موجود ہے یہ چیز آپ ﷺ کی اس وسعت علمی پر شاہد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی۔

(۴) تمام عوالم پر مطلع فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام عوالم پر مطلع فرمایا، احادیث معراج اس پر شاہد ہیں ساتوں آسمان اور ان میں جو کچھ ہے تمام کا مشاہدہ کروایا تمام رسل علیہم السلام سے ملاقات ہوئی پھر سدرۃ المنتہیٰ پر لے جایا گیا اس کے تمام عجائبات، آیات اور اس پر نازل تجلیات کا مشاہدہ کروایا پھر مقام مستوی پر لے جایا گیا وہاں آپ ﷺ نے تقدیر لکھنے والی قلموں کی آواز سنی پھر وہاں سے آگے عالم علویات کا مشاہدہ ہوا۔

عالم عرش کا مشاہدہ:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم عرش سے مطلع فرمایا کیوں کہ آپ ﷺ نے اس کی وسعت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ تمام جہانوں سے وسیع اور محیط ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کرسی کے بارے میں پوچھا تو فرمایا، قسم ہے مجھے اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔

مَا السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرَضُوْنَ السَّبْعُ عِنْدَ الْكُرْسِيِّ إِلَّا كَحَلْقَةٍ مُلْقَاةٍ فِيْ أَرْضٍ فَلَاةٍ وَ إِنَّ فَضْلَ الْعَرْشِ عَلَى الْكُرْسِيِّ كَفَضْلِ الْفَلَاةِ عَلٰى تِلْكَ الْحَلْقَةِ (تفسیر ابن کثیر)

"سات آسمان اور سات زمینیں کرسی کے مقابلہ میں ایک انگوٹھی کی مانند ہیں جو کسی

ویرانہ میں ہو اور عرش کی فضیلت کرسی پر ایسے ہے جیسے ویرانہ کی اس انگوٹھی پر"

آپ ﷺ نے عرش کی تفصیلات بیان کیں اس میں قناویل ہیں اور وہ عوالم عرشیہ ہیں اس کا سایہ ہے اس کے ستون ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ روز قیامت۔

فَإِذَا مُوْسٰى أَخَذَ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ

"موسیٰ علیہ السلام عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کے ساتھ معلق ہوں گے۔"

اس کے خزائن ہیں حاملین عرش کے حالات یہ ہیں اور ان کی قوت اور عظمت کا عالم یہ ہے جیسا کہ مسند احمد میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا میں نبی امی محمد ﷺ ہوں تین دفعہ فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں مجھے کلمات کے فواتح اور خواتم عطا کئے گئے ہیں۔

وَ عَلِمْتُ كَمْ خَزَنَةُ النَّارِ وَحَمَلَةُ الْعَرْشِ

"میں جانتا ہوں دوزخ کے فرشتے کتنے ہیں اور عرش کے حاملین کتنے ہیں"

امام ابوداؤد نے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اجازت دی گئی کہ میں حاملین عرش فرشتوں میں سے ایک کے بارے میں بیان کرو۔

إِنَّ مَا بَيْنَ شَحْمَةِ أُذُنِهِ إِلٰى عَاتِقِهِ مَسِيْرَةَ سَبْعِمِائَةِ عَامٍ

"اس کے کان اور کاندھے کے درمیان کا فاصلہ سات سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔"

طبرانی کے الفاظ ہیں:۔

مَسِيْرَةُ سَبْعِمِائَةِ عَامٍ خَفَقَانِ الطَّيْرِ الرَّيِّعِ

"تیز رفتار پرندہ کے سات سو سالہ مسافت کے برابر ہے"

(۲) عالم جنت و نار:۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے عالم جنت اور عالم نار سے آگاہ فرمایا اور کئی مواقع پر انہیں آپ ﷺ کے لیے مثل کیا گیا حدیث معراج میں ہے۔

ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ الْاَذْفَرُ

"پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو وہاں موتیوں کے ہار اور اس کی مٹی کستوری تھی"

(۳) عالم محشر کی تفصیلات:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عالم برزخ اور اس کے احوال و معاملات سے آگاہ فرمایا عالم حشر اور اس میں تمام لوگوں کے احوال عالم پیشگی، عالم حوض، اعمال ناموں کا ملنا، حساب، میزان، پل صراط، اہل جنت کے احوال، اہل نار کے احوال سے آگاہ فرمایا آپ ﷺ نے ان تمام عوالم کے بارے میں بیان کرتے ہوئے ان کی تفاصیل فراہم کیں ہیں۔

(۴) عالم علویات سے آگاہی:۔

اس طرح عالم علویات ملاء اعلیٰ اور اس میں کفارات و درجات میں اختلاف کے بارے میں آگاہ فرمایا اور آپ ﷺ کے لئے تمام اشیاء اور چیزیں آشکار ہو گئیں اور آپ ﷺ نے انہیں پہچان لیا۔

امام ترمذی، امام احمد اور دیگر محدثین نے یہ روایت کیا آپ ﷺ نے فرمایا میں نے رات کو قیام کیا حسب توفیق میں نے نماز پڑھی دوران نماز مجھے اونگھ آ گئی میں نے اپنے رب عزوجل کی زیارت کا شرف پایا۔ فرمایا، محمد ﷺ ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں اختلاف کر رہے ہیں میں نے عرض کیا، میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر علوم کا فیضان فرمایا حتیٰ کہ فرمایا:۔

فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ

"مجھ پر ہر شے آشکار ہو گئی اور میں نے اسے پہچان لیا"

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:۔

فَعَلِمْتُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

"تو میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شی کو جان لیا۔"

طبرانی کے الفاظ ہیں:۔

فَعَلَّمَنِیْ کُلَّ شَیْءٍ

"اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر شے کا علم دے دیا۔"

ایک اور روایت کے الفاظ ہیں:۔

فَمَا سَاَلْتَنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا عَلِمْتُهٗ

"جو تو نے پوچھا تھا وہ میں نے جان لیا ہے۔"

پھر فرمایا محمد ﷺ اب بتائیے وہ کس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں؟ میں نے عرض کیا کفارات اور درجات کے بارے میں الخ۔

(۵) امتوں کا آپ پر پیش کرنا:۔

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر تمام امتوں کو پیش فرما دیا خواہ وہ سابقہ امتیں تھیں یا آپ کی امت، کئی مواقع پر آپ پر آپ کی تمام امت کو پیش کیا گیا۔

(۱) امام بخاری و مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر امتیں پیش کی گئیں میں نے ایک نبی کو دیکھا جن کے ساتھ دس سے بھی کم امتی تھے۔ ایک نبی کے ساتھ ایک آدمی اور کسی کے ساتھ دو اور کسی کے ساتھ کوئی بھی امتی نہ تھا اچانک میرے سامنے بہت بڑی جماعت کو لایا گیا میں نے خیال کیا شاید یہ میرے امتی ہیں مجھے بتایا گیا یہ موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے لیکن اے نبی تم افق کی طرف دیکھو، دیکھا تو اس طرف بھی انبوہ کثیر تھا فرمایا گیا یہ تمہاری امت ہے اور ان کے ساتھ ستر ہزار آدمی بلا حساب و عذاب جنت میں داخل ہوں گے۔

(۲) امام طبرانی اور امام ضیاء مقدسی نے حضرت حذیفہ بن اسید ﷺ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

عُرِضَتْ عَلَیَّ اُمَّتِیْ الْبَارِحَۃَ الَّذِیْ ہٰذِہِ الْحُجْرَۃَ حَتّٰی لَاَنَا اَعْرَفُ
بِالرَّجُلِ مِنْھُمْ مِنْ اَحَدِکُمْ بِصَاحِبِہٖ صُوَرٍ وَّ اِلَیَّ فِیْ اَیُّطَنِیْ

"پچھلی رات میری تمام امت اس حجرہ کے پاس مجھ پر پیش کی گئی حتی کہ میں ان میں سے ہر شخص کو اس سے کہیں زیادہ پہچانتا جانتا ہوں جو تم اپنے کسی دوست اور ساتھی کو جانتے ہو۔"

(۶) تمام دنیا کا مشاہدہ کروایا گیا:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام دنیا کا مشاہدہ عطا فرمایا اور آپ ﷺ نے اسے ملاحظہ کیا۔

ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں:۔

(۱) امام طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰہَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَأَنَّا أَنْظُرُ إِلَیْھَا وَإِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا إِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ

"اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا اس طرح آشکار کر دی ہے کہ میں اسے اور اس میں تا قیامت ہونے والے معاملات کو اس ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔"

(۲) اس کی تائید مسلم کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰہَ زَوٰی لِیَ الْاَرْضَ فَرَأَیْتُ مَشَارِقَھَا وَمَغَارِبَھَا

"اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا۔"

(۳) اللہ تعالیٰ نے ہر شی دکھا دی:۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ہر شی دکھا دی جیسا کہ امام مسلم اور دیگر محدثین نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا مِنْ شَیْءٍ لَّمْ أَکُنْ أُرِیْتُہٗ إِلَّا رَأَیْتُہٗ فِیْ مَقَامِیْ ھٰذَا حَتّٰی الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ

"کوئی ایسی شی نہیں جسے میں اس مقام پر کھڑے نہیں دیکھ رہا
حتّٰی کہ جنت و دوزخ بھی سامنے ہے"

تو آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کا مشاہدہ کروا کر ان پر مطلع فرما دیا۔

(۷) وقوع سے پہلے امور غیبیہ کا ملاحظہ فرمانا:۔

امور غیبیہ پر مطلع ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ وقوع سے پہلے ہی امور غیبیہ کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔

(۱) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ہے رسالت ماب ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک ٹیلہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جسے میں دیکھ رہا ہوں عرض کیا نہیں فرمایا:

فَإِنِّیْ لَأَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوْتِکُمْ کَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ

"میں تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کی طرح فتنہ واقع ہوتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔"

(۲) صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے میدان بدر میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے زمین پر نشان لگا کر فرمایا فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں یہاں۔

فَمَا مَاطَ أَحَدُھُمْ مِنْ مَوْضِعِ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ

"ان میں سے ایک بھی حضور ﷺ کے دست اقدس کے نشان سے تھوڑا بھی دور نہیں ہوا۔"

یعنی جو جگہ آپ ﷺ نے مقرر فرمائی تھی اس سے ذرہ بھر بھی ادھر ادھر نہیں ہوئے۔

(۸) مخفی امور غیبیہ کا ظہور سے پہلے آپ ﷺ کے لئے آشکار ہو جانا:۔

امور غیبیہ پر مطلع ہونے کی یہ صورت بھی ہے کہ امور غیبیہ مخفیہ اپنے ظہور سے پہلے آپ پر آشکار ہو جاتے اور آپ ﷺ ان کے بارے میں خبر عطا فرما دیتے مثلاً۔

(۱) امام احمد اور دیگر محدثین نے روایت کیا رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا۔

يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ رَجُلٌ مِّنْ خَيْرِ ذِیْ يَمَنٍ إِلَّا أَنَّ عَلٰى وَجْهِهٖ مَسْحَةَ مُلْكٍ

اس دروازہ سے تم پر ایک ایسا آدمی داخل ہوگا جو بہتر ہے اس کے چہرے پر شرافت کا نشان ہوگا۔

طبرانی کے الفاظ ہیں:۔

يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ خَيْرُ ذِیْ يَمَنٍ عَلَيْهِ مَسْحَةُ مُلْكٍ

تم پہ ایک آدمی داخل ہونے والا ہے جس پر شرافت کے آثار ہیں۔

تو حضرت جریر بن عبداللہ ؓ آئے۔

(۲) امام احمد نے حضرت انس ؓ سے ذکر کیا ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر تھے آپ ﷺ نے فرمایا:۔

يَطَّلِعُ عَلَيْكُمْ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

تم پر جنتی آدمی داخل ہو رہا ہے۔

تو ایک انصاری صحابی آئے جن کی ریش مبارک وضو سے چمک رہی تھی بیہقی کی روایت میں ہے کہ وہ حضرت سعید بن مالک ؓ تھے۔

(۳) حضرت مزیدہ بن مالک ؓ سے ہے ہم آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے آپ ﷺ نے دوران گفتگو فرمایا اس راستے سے تم پر کچھ سوار طلوع ہوں گے جو اہل مشرق میں سے بہتر ہیں حضرت عمر ؓ نے کھڑے ہو کر دیکھا تو تیرا سوار تھے انہوں نے خوش آمدید کہا۔ اور پوچھا۔

مَنِ الْقَوْمُ؟

تمہارا کس قوم سے تعلق ہے؟

انہوں نے بتایا:۔

قَوْمٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَيْسِ

ہمارا تعلق قبیلہ عبد قیس سے ہے۔

(۸) دلی خیالات سے آگاہی:۔

آپ ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے دلی خیالات بھی منکشف فرمادیئے اور آپ ﷺ نے ان کے بارے میں بتایا۔

(۱) امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابن سعد نے ابو اسحاق سبیعی ؓ سے نقل کیا ابوسفیان نے دیکھا رسول اللہ ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں اور صحابہ آپ ﷺ کے پیچھے ہیں ابوسفیان نے دل میں کہا کاش میں اس کے خلاف لشکر جمع کر کے قتال کرتا، حضور ﷺ نے پاس آ کر ابوسفیان کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔

إِذَنْ نُخْزِيكَ

تو ہم تجھے ذلیل و رسوا کر دیتے۔

ابوسفیان نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں مجھے اسی گھڑی یقین آ گیا ہے کہ آپ سچے نبی ہیں۔

إِنِّيْ كُنْتُ لَأُحَدِّثُ نَفْسِيْ بِذٰلِكَ (مجمع الزوائد)

"میں نے اپنے دل میں یہی بات سوچی تھی"

(۲) امام احمد نے مسند میں حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے نقل کیا میں نے ایک دوست سے کہا آؤ! آج ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں اللہ کی قسم! ایسے ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا مشاہدہ فرمایا خطبہ دیا اور فرمایا کچھ لوگ کہتے ہیں آؤ ہم آج کے دن کو اللہ عزوجل کی عبادت میں گزارتے ہیں آپ ﷺ نے یہ بات اتنی دفعہ دہرائی کہ میرے اندر یہ آرزو ہوئی کہ کاش زمین جگہ دے دے۔ امام طبرانی نے اسے رجال صحیح کی سند سے بیان کیا ہے۔

(۳) اہل سیرت نے عمیر بن وہب جمحی کے بارے میں بیان کیا جب صفوان بن امیہ نے اس کے قرضوں اور اس کے خاندان کے خرچہ کا ذمہ لیا اس شرط پر کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو

(معاذ اللہ) شہید کرے، دونوں نے خفیہ معاہدہ کیا، عمیر زہریلی تلوار چھپائے مدینہ طیبہ پہنچا حضور ﷺ سے اجازت چاہی آپ ﷺ نے ملاقات کی اجازت دے دی اور پوچھا۔

مَا جَآئَکَ؟

کیسے آئے ہو؟

کہنے لگا میں اپنا قیدی چھڑانے کے لئے حاضر ہوا ہوں آپ ﷺ نے فرمایا:

مَا بَالُ السَّیْفِ فِیْ عُنُقِکَ ؟

یہ تلوار کس لئے لٹکائے ہوئے ہو؟

بولا ان تلواروں نے ہمیں کیا فائدہ دیا ہے، خدا انہیں رسوا کرے۔ فرمایا، کیا تو صرف قیدی کے لئے آیا ہے۔ کہا، ہاں! میں صرف اسی لئے آیا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، سنو! تم اور صفوان نے مقام حجر پر بدر میں مارے جانے والے سرداران کفار کے بارے میں غور کیا تم نے کہا اگر میرے ذمے قرض اور عیال کا خرچہ نہ ہوتا تو میں محمد ﷺ کو شہید کر دیتا صفوان نے میرے قتل کی شرط پر تمہارے قرضوں اور خرچہ کا ذمہ لیا لیکن اللہ تعالیٰ میرے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا، عمیر نے سنتے ہی کہا میں اعلان کرتا ہوں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ ﷺ کی تکذیب کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آسمانی خبروں اور نازل وحی کا انکار کرتے رہے۔

وَھٰذَا اَمْرٌ لَّمْ یَحْضُرْہُ اِلَّا اَنَا وَ صَفْوَانُ فَوَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ مَا اَنْبَاکَ بِہٖ اِلَّا اللّٰہُ

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانِیْ لِلْاِسْلَامِ

"لیکن اس معاہدہ کے وقت وہاں سوائے میرے اور صفوان کے اور کوئی نہ تھا۔ اللہ کی قسم! مجھے اب یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو اس سے آگاہ کیا تمام تعریف اللہ کے لئے جس نے مجھے اسلام کی توفیق دی ہے۔"

(۴) ابن سعد اور دیگر محدثین نے حضرت عبداللہ بن ابی بکر بن حزم رضی اللہ عنہ سے نقل کیا حضور ﷺ تشریف لائے تو ابوسفیان مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اس نے اپنے دل میں کہا میں نہیں جانتا محمد ﷺ

کو ہم پر غلبہ کیسے ہو گیا؟ آپ ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا۔

بِاللّٰہِ نَغْلِبُکَ

"ہمیں اللہ تعالیٰ نے غلبہ دیا ہے"

ابوسفیان پکار اٹھا میں اعلان کرتا ہوں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

(زرقانی علی المواہب)

(۵) ابن ہشام اور دیگر اہل سیر نے بیان کیا فضالہ بن عمیر بن ملوح نے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا جب کہ آپ ﷺ فتح مکہ کے وقت بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب وہ آپ ﷺ کے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو فضالہ ہے۔ بولا، ہاں! فرمایا۔

مَاذَا کُنْتَ تُحَدِّثُ بِہٖ نَفْسَکَ؟

تمہارا ارادہ کیا ہے؟

کہنے لگا کوئی ارادہ نہیں۔

کُنْتُ اَذْکُرُ اللّٰہَ

میں تو اللہ کا ذکر کر رہا ہوں۔

آپ ﷺ مسکرا دیئے اور فرمایا:۔

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ

اللہ تعالیٰ سے اپنی بات پر معافی مانگو۔

یعنی تم جھوٹ کہہ رہے ہو اس کے بعد فضالہ کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا تو اس کے دل میں اسلام اور خیر الانام ﷺ کی محبت گھر کر گئی حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

وَاللّٰہِ مَا رَفَعَ یَدَہٗ مِنْ صَدْرِیْ حَتّٰی مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

"اللہ کی قسم آپ ﷺ نے اس وقت تک میرے سینہ سے ہاتھ نہیں اٹھایا جب تک

آپ ﷺ مجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب نہیں ہو گئے۔"

پھر میں گھر کی طرف لوٹا اور اس عورت کے پاس گزرا جس کے ساتھ میں محبت کی باتیں کیا کرتا تھا آج بھی اس نے مجھے گفتگو کی دعوت دی تو میں نے کہا۔

قَالَتْ هَلُمَّ إِلَى الْحَدِيْثِ فَقُلْتُ لَا   يَـابَـى عَلَـىَّ اللّٰـهُ وَالْإِسْلَامُ

(تو مجھے گفتگو کی دعوت دے رہی ہے لیکن اس کام سے اللہ تعالیٰ اور اسلام نے مجھ پر پابندی لگا دی ہے)

لَوْ مَا رَأَيْتِ مُحَمَّدًا وَّ قَبِيْلَهٗ   بِـالْـفَتْحِ يَوْمَ تُكَسَّرُ الْأَصْنَامُ

(اگر تو محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو فتح مکہ کے دن بتوں کو توڑتے ہوئی دیکھتی)

فَـرَأَيْتِ دِيْنَ اللّٰـهِ أَضْحٰى بَيِّنًا   وَالشِّـرْكَ يَغْشٰى وَجْهُهُ الْأَظْلَامَ

(تو تو اللہ کے دین کو روشن دیکھتی اور شرک کو تاریکی میں منہ چھپاتے پاتی)

(شرح المواہب، الاصابۃ)

(۹) دلی امور پر اس قدر اطلاع کہ سوال سے پہلے جواب:۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دلی امور پر اس قدر مطلع فرمایا کہ آپ ﷺ سائل کے سوال سے آگاہ ہو جاتے اور اس کے سوال سے پہلے جواب ارشاد فرما دیتے اس بارے میں روایات بہت زیادہ ہیں ایک مثال سامنے لا رہے ہیں۔

امام احمد نے حضرت وابصہ بن معبد ؓ کے بارے میں نقل کیا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں یہ ارادہ لئے حاضر ہوا کہ میں آپ ﷺ سے ہر نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھوں گا حتی کہ کسی کو ترک نہیں کروں گا آپ ﷺ نے فرمایا وابصہ قریب آ جاؤ میں آپ ﷺ کے اس قدر قریب ہوا کہ میرے گھٹنے آپ ﷺ کے مبارک گھٹنوں سے مس کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا تم جو مجھ سے پوچھنے آئے ہو میں بتاؤں؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے ضرور فرمایئے، فرمایا:۔

جِئْتَ تَسْأَلُنِيْ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ

"تم مجھ سے نیکی اور برائی کے بارے میں پوچھنے آئے ہو"

عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بات یہی ہے آپ ﷺ اپنی مبارک تین انگلیاں جمع فرمائیں اور میرے سینے پر رکھ دیں اور فرمایا وابصہ اپنے دل سے فتویٰ پوچھو۔

اَلْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَاطْمَأَنَّ إِلَيْهِ الْقَلْبُ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي الْقَلْبِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَ إِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ أَفْتُوْكَ

"نیکی یہ ہے کہ نفس و دل اس پر مطمئن ہو جائیں اور گناہ یہ ہے کہ دل و سینہ میں کھٹکا اور اضطراب پیدا ہوا گرچہ لوگ اس کا فتویٰ دیں"

(۱۰) بشارات غیبیہ:۔

علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کی ایک صورت یہ تھی کہ آپ ﷺ نے امور غیبیہ کے بارے میں بشارات عطا فرمائیں مثلاً حضرت عبداللہ بن بسر ؓ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ نوجوان ایک قرن زندہ رہے گا تو وہ سو سال تک زندہ رہے ان کے چہرے پر تل تھا اس کے بارے میں فرمایا جب تک یہ تل ختم نہ ہوگا ان کو موت نہیں آئے گی تو آپ ﷺ کے فرمان کے مطابق ان کی موت تل ختم ہو جانے کے بعد ہوئی۔ (مجمع الزوائد)

آیت مبارکہ کی کچھ تفصیل:۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:۔

﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا o اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا﴾ (الجن: ۷۲/۲۶،۲۷)

"غیب جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے بندوں پر یہ واضح فرما دیا ہے وہ غیب مطلق کا جاننے والا ہے اس کا علم ذاتی ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ﴾ الایہ (النمل:۲۷/۶۵)

"تم فرماؤ غیب نہیں جانتے جو کوئی آسمانوں اور زمینوں میں ہیں مگر اللہ"

ایک اور مقام پر یوں واضح فرمایا:۔

﴿لَہٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ الایہ (الکہف:۱۸/۲۶)

"اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمینوں کے سب غیب۔"

اس حقیقت کو یوں بھی واضح فرمایا:۔

﴿وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ﴾ الایہ (الانعام:۶/۵۹)

"اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے"

لیکن اللہ تعالیٰ نے زیر مطالعہ آیت کریمہ میں ہمیں یہ اطلاع بھی دے دی ہے کہ وہ رسولوں میں سے جسے چاہے منتخب فرما کر اس پر غیب کا اظہار فرمائے اور حکمت الٰہیہ کے تحت جس غیب پر چاہے مطلع فرما دے مثلاً اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض غیوب پر مطلع فرمایا تاکہ ان کی نبوت کے صدق اور قوم پر حجت بن سکیں اللہ تعالیٰ کا مبارک فرمان ہے۔

﴿وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ط اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ﴾ (آل عمران:۳/۴۹)

"اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو بے شک ان باتوں میں تمہارے لئے بڑی نشانی ہے اگر تم ایمان رکھتے ہو۔"

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولان کرام کو حکمت کے تحت جن غیوب پر چاہا مطلع فرما دیا تاکہ وہ ان کی نبوت کے صدق پر دلیل بن سکے ہاں یہ علم غیب آلات کے ذریعے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس میں اسباب عادیہ کا دخل ہوتا ہے اور نہ ہی علامات عرفیہ کا بلکہ فقط اللہ تعالیٰ کے بتانے سے

ہی ہوتا ہے۔

یہاں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ علم نجوم، علم الافلاک اور فضائی رصدگاہوں وغیرہ کے حاصل ہونے والے بعض مخفی چیزوں کا علم "غیب" نہیں کہلائے گا کیوں کہ ان میں سائنسی آلات اور قواعد عادیہ اور عرفیہ کا دخل ہے کیوں کہ علم غیب کے لئے یہ شرط ہے کہ تمام مادیات، وسائط کونیہ، اسباب عادیہ اور علامات عرفیہ سے بالاتر ہو اور اسے محققین نے خوب واضح کر دیا ہے یہی وجہ ہے اگر کوئی طبیب کسی آلہ کے ذریعے دل کی قوت اور ضعف یا نبض کے ذریعے اندرونی اور مخفی مرض کا بتاتا ہے تو اسے یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس نے غیبی خبر دی ہے جیسا کہ فلکیات کا ماہر آلات سائنس کے ذریعے موسمی تغیرات مثلاً حرارت و برودت وغیرہ کے بارے میں بتائے تو اسے بھی غیب کا علم نہیں کہا جائے گا۔

آیات میں موافقت و تطبیق:۔

زیر مطالعہ آیت مبارکہ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ درج ذیل آیت کے منافی نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ الایہ (الانعام:۶/۵۰)

تم فرما دو میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں اپنے آپ غیب جان لیتا ہوں۔

کیوں کہ یہاں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے غیب مطلق اور ہر شی کا علم محیط مراد ہے مفہوم یہ ٹھہرا میں یہ نہیں کہتا کہ میں غیب مطلق اور ہر شی کا علم محیط رکھتا ہوں خواہ وہ کلی ہو یا جزئی کیوں کہ یہ علم فقط اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہے۔

یہی معنی اس آیت مبارکہ کا ہے جس میں حضرت نوح علیہ السلام کے بارے میں بتایا۔

﴿وَلَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ﴾ الایہ (هود:۳۱)

"اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جان لیتا ہوں"

یا ان آیات کا مفہوم یہ ہوگا۔

اِنِّیْ لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اَنْ یُّعَلِّمَنِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ یُطَّلِعَنِیْ عَلٰی مَا شَآءَ مِنَ الْغَیْبِ

"میں غیب نہیں جانتا مگر مجھے اللہ تعالٰی نے غیب کا علم دیا ہے اور مجھے اس نے اپنی مرضی کے مطابق اس پر مطلع کیا ہے۔"

اولیائے کرام کا علم غیب:۔

ارشاد باری تعالٰی عزوجل ہے:۔

﴿عَالِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ﴾

یہ ارشاد اولیاء اللہ کے بعض علوم غیبیہ پر مطلع ہونے کے بھی منافی نہیں کیوں کہ آیت مبارکہ میں اگر رسول سے مراد رسول بشری ہیں جیسا کہ جمہور کا قول ہے تو اب اولیاء کو بعض علوم غیبیہ رسولوں کے تابع ہونے کی وجہ سے ہوگا اور اس واسطہ سے انہیں کرامت ملتی ہیں لہٰذا ان کا یہ علم ان کی کرامات کہلائی گی اور ہر ولی کی ہر کرامت اس کے نبی کے لئے معجزہ ہوتا ہے جو اسے ان کی اتباع کی بنا پر ملتی ہے۔ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَی الْاَنْبِیَاءِ اَجْمَعِیْنَ

اور اگر رسول سے مراد رسول ملکی ہے جیسا کہ بعض کا قول ہے تو جیسے وہ وحی نبوی لے کر حضرات انبیاء علیہم السلام پر پاس آئے اس طرح وہ الہام صادق لے کر قلوب اولیاء پر وارد ہوتے ہیں اور انہیں القاء کرتے ہیں تو اولیائے کرام کے بعض علوم غیبیہ کا انکار کیسے کیا جا سکتا ہے؟ اور ہماری یہ بات احادیث صحیح سے بھی ثابت ہے صحیح بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایسے تھے جن پر الہام ہوتا تھا اگر میری امت میں کوئی ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

امام بخاری نے انہی سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل

میں لوگ تھے جن سے کلام کیا جاتا لیکن وہ نبی نہ تھے اگر ان میں سے میری امت کا کوئی ہوتا تو وہ عمر ہیں۔

فتح الباری میں ہے:۔

محدث، جس کے دل میں ملاء اعلیٰ سے کچھ ڈالا جائے تو وہ ایسے ہی ہو گیا جیسے اس کے ساتھ دوسرے نے گفتگو کی ہے مکلم جس کے ساتھ بغیر نبوت کے ملائکہ گفتگو کریں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے گفتگو کا مفہوم کیا ہے فرمایا ملائکہ اس کی زبان میں اس سے ہمکلام ہوتے ہیں۔

اور آپ ﷺ کا ارشاد گرامی اگر کوئی میری امت سے ہے تو وہ عمر ہے میں تردد اور شک نہیں بلکہ اس میں تاکید اور بات کو پختہ کرنا ہے جیسے کہ محاورہ ہے اگر میرا دوست ہوتا تو فلاں ہوتا، اس سے دوستوں کی نفی نہیں بلکہ دوست کے ساتھ کمال دوستی کا اظہار ہے یہی وجہ ہے کہ امام ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ

"بلا شبہ اللہ تعالٰی نے عمر کی زبان اور دل میں حق رکھا ہے۔"

یہ تمام روایات اثبات الہام اور مغیبات کے بتائے جانے میں صریح ہیں سنن ترمذی وغیرہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ

"مومن کی فراست سے بچو کیوں کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے"

اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت مبارکہ پڑھی:۔

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ﴾ (الحجر:۱۵/۷۵)

"بے شک اس میں نشانیاں ہیں فراست والوں کے لئے"

امام ابن جریر نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں:۔

اِحْذَرُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ وَبِتَوْفِيْقِ اللّٰهِ

"مومن کی فراست سے بچو کیوں کہ وہ اللہ کے نور اور اللہ کی توفیق سے دیکھتا ہے"

امام بزار نے حضرت انس ؓ سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا يَعْرِفُوْنَ النَّاسَ بِالتَّوَسُّمِ

"اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہوتے ہیں جو لوگوں کو علامات سے پہچان لیتے ہیں"

حضرت عثمان ؓ کا واقعہ:۔

حضرت عثمان ؓ والا واقعہ بھی اس سے تعلق رکھتا ہے ایک آدمی آپ کے پاس آیا جس نے کسی اجنبی خاتون کو تاڑا تھا حضرت عثمان ؓ نے فرمایا۔

يَدْخُلُ اَحَدُكُمْ عَلَيْنَا وَ فِيْ عَيْنَيْهِ اَثَرُ الزِّنَا

"تم پر ایک ایسا آدمی آیا ہے جس کی آنکھوں میں زنا کا اثر ہے"

آدمی نے عرض کیا امیر المومنین:۔

اَوَحْيٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ؟

"کیا رسول اللہ ﷺ کے بعد بھی وحی کا سلسلہ ہے؟"

فرمایا نہیں۔

وَلٰكِنَّ فِرَاسَةَ مُؤْمِنٍ صَادِقَةٌ

"لیکن مومن کی صحیح فراست تو باقی ہے"

چوتھی دلیل:۔

آپ ﷺ کی وسعت علمی پر ایک دلیل یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو اصناف مخلوقات، انواع حیوانات اور ان کے احکام، اوضاع اور ان کے امور کی تفصیل کا علم تھا۔

(۱) امام طبرانی نے رجال صحیح کی سند سے حضرت ابو درداء ؓ سے نقل کیا۔

لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَا فِي السَّمَاءِ طَائِرٌ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا ذَكَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْمًا (مجمع الزوائد للہیثمی)

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ آسمان پر کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم آپ ﷺ نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔"

(۲) امام احمد نے حضرت ابو ذر ؓ سے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا۔

وَمَا يُحَرِّكُ طَائِرٌ بِجَنَاحَيْهِ فِي السَّمَاءِ اِلَّا ذَكَرَ لَنَا مِنْهُ عِلْمًا

"کہ آپ ﷺ نے آسمان پر اڑنے والے پرندوں کے بارے میں بھی آگاہ فرمایا۔"

(۳) امام طبرانی نے روایت میں یہ اضافہ بھی نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

مَا بَقِيَ شَيْءٌ يُقَرِّبُ مِنَ الْجَنَّةِ وَ يُبَاعِدُ مِنَ النَّارِ اِلَّا وَقَدْ بُيِّنَ لَكُمْ

"کوئی ایسی شی باقی نہیں رہی جو جنت کے قریب کردے اور وہ دوزخ سے دور کردے مگر اسے ضرور تمہارے لئے بیان کردیا گیا۔"

حضور ﷺ نے پرندوں کے حوالے سے صحابہ کو علم کبیر عطا فرمایا یہ واضح طور پر دلیل ہے کہ آپ ﷺ کو تمام جہانوں کی ہر شئی سے متعلق وسیع علم حاصل تھا۔

اس میں اس پر بھی دلیل ہے کہ آپ ﷺ نے کون ومکان کے تمام ان اہم امور کو ہر جہت اور اعتبار سے واضح کیا جو ہر جہاں کی مصلحت اور سعادت بشر کے ساتھ متعلق ہے کیوں کہ جب آپ ﷺ پرندوں کے بارے میں آگاہ فرمارہے ہیں تو یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ ﷺ انسان کے مصالح سے متعلق چیزوں کا ذکر ترک کردیں اور پرندوں کے احکام اور تفاصیل بتائیں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ آپ ﷺ نے اکمل وجوہ پر تمام سعادات بشریہ اور جمیع اوصاف اصلاحیہ کو تفصیل کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔

امام ابویعلیٰ نے سند کے ساتھ محمد بن منکدر کے حوالے حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے نقل کیا حضرت عمر ؓ کے دور خلافت میں ٹکڑی کم ہوگئی آپ نے اس کے بارے میں پوچھا تو کچھ نہ ملا تو آپ نے مختلف علاقوں میں اس کے لئے آدمی بھجوائے تا کہ وہ ٹکڑی کے بارے میں خبر لائیں یمن کی طرف جانے والے آدمی مشت بھر ٹکڑی حاصل کر لائے اور حضرت عمر ؓ کے سامنے پیش کی آپ نے دیکھ کر تین دفعہ اللہ اکبر کہا اور فرمایا میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَلْفَ اُمَّةٍ مِنْهَا سِتُّمِائَةٍ فِي الْبَحْرِ وَ اَرْبَعُمِائَةٍ فِي الْبَرِّ وَاَوَّلُ شَيْءٍ يَّهْلِكُ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَمِ الْجَرَادُ فَاِذَا هَلَكَتْ تَتَابَعَتْ مِثْلَ النِّظَامِ اِذَا قُطِعَ سِلْكُهٗ (تفسیر ابن کثیر)

"اللہ تعالیٰ نے ہزار امتیں پیدا کی چھ صد سمندر میں اور چار صد خشکی میں ان میں سب سے پہلے ہلاک ہونے والی امت ٹکڑی ہوگی۔"

یہ تمام احادیث اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد گرامی کی تفصیلات ہیں:۔

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ ط مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتٰبِ مِنْ شَيْءٍ ثُمَّ اِلٰى رَبِّهِمْ يُحْشَرُوْنَ﴾ الآیہ

(الانعام:۶/۳۸)

"اور نہیں کوئی زمین میں چلنے والا اور نہ کوئی پرندہ کہ اپنے پروں پر اڑتا ہے مگر تم جیسی امتیں ہم نے اس کتاب میں کچھ اٹھا نہیں رکھا پھر اپنے رب کی طرف اٹھائے جائیں گے۔"

آپ ﷺ نے تو روز قیامت ان چیزوں کے حشر کی تفصیلات اور ان کے درمیان قصاص تک کے معاملات کو بیان فرمایا۔

صحیح مسلم اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روز قیامت حق ہر اہل حق تک پہنچایا جائے گا۔

حَتّٰى يُقَادُ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ

"حتی کہ بغیر سینگ والی بکری کو سینگ والی سے بدلا دلایا جائے گا۔"

امام احمد نے ان الفاظ میں روایت کیا ہر ایک سے قصاص لیا جائے گا:۔

حَتَّى الْجُمَاءُ مِنَ الْقَرْنَاءِ وَحَتّٰى لِلذَّرَّةِ مِنَ الذَّرَّةِ

"سینگ والی، سینگ والی سے بدلہ لے گی"

حافظ منذری فرماتے ہیں اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

پرندے بھی امت ہیں اس طرح کیڑے بھی امت ہیں حدیث صحیح میں ہے ایک نبی کو کیڑی نے کاٹا اور انہوں نے ان کی آبادی کو جلانے کا حکم دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی۔

اِنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَهْلَكْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ

"تم نے ایک ایسی امت کو ہلاک کیا جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتی تھی۔"

شہد کی مکھی امت ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿وَ اَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ﴾ الآیہ (النحل:۱۶/۶۸)

"اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں گھر بناؤ اور درختوں میں اور چھتوں میں۔"

امت سے مراد مخلوقات کی ایک ایسی صنف ہے جس کا نظام حیات، معاشی معاملات، تناسل، اجتماعی نظام اور اس میں آمر و مامور وغیرہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے:۔

﴿قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ج لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ﴾ (سورہ نمل:۲۷/۱۸)

"ایک چیونٹی بولی، اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل ڈالیں

سلیمان اوران کے لشکر بے خبری میں۔"

حضرت سلیمان علیہ السلام ان کے لشکروں کے پاس سے گزرنا چاہ رہے تھے ان کی سربراہ کو پتہ چلا تو اس نے انہیں اپنے گھروں میں داخل ہو جانے کا حکم دیا تا کہ کہیں وہ کچل نہ دی جائیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام معذور ہوں گے کیوں کہ انہیں علم نہیں۔

یہ تمام چیزیں سامنے رکھیں تو واضح ہو جاتا ہے حضور ﷺ کے علمی سمندر کا احاطہ سوائے عطا فرمانے والے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں کرسکتا۔

بخاری و مسلم میں حضرت انس ؓ سے ہے آپ ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے ظہر پڑھائی سلام کے بعد منبر پر جلوہ افروز ہوئے قیامت کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پہلے آنے والے بڑے بڑے واقعات کا ذکر فرمایا پھر فرمایا تم میں اگر کچھ پوچھنا چاہتا ہے تو مجھ سے پوچھ لے۔

فَوَ اللّٰهِ لَا تَسْأَلُوْنَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا

"اللہ کی قسم تم مجھ سے جو بھی پوچھو گے میں اس مقام پر تمہیں بتاؤں گا۔"

حضرت انس ؓ کا بیان ہے تمام انصار صحابہ رو رہے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے:۔

سَلُوْنِيْ

"مجھ سے پوچھ لو"

ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! میرا ٹھکانہ کہاں؟ فرمایا، جہنم۔

حضرت حذیفہ نے پوچھا:۔

میرا والد کون ہے......؟ فرمایا، تیرا والد حذافہ ہے۔

اس کے بعد فرمایا:۔

سَلُوْنِيْ سَلُوْنِيْ

"پوچھو اور پوچھو"

حضرت عمر ؓ گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور کہا:۔

رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّ بِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّ بِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا

"ہم اللہ کے رب، اسلام کے دین اور آپ کے رسول ہونے پر مطمئن ہیں۔"

اس پر آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی پھر فرمایا مجھے قسم اس ذات اقدس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے ابھی جنت و دوزخ کو اس سامنے دیوار کے پاس میرے سامنے لایا گیا حالانکہ میں نماز ادا کر رہا تھا میں نے خیر و شر میں آج کی طرح کبھی نہیں دیکھا۔

تو دیکھا آپ ﷺ نے بار بار اعلان فرمایا جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو میں یہاں کھڑے کھڑے بتا دوں گا اس سے بڑھ کر آپ ﷺ کی وسعت علمی پر کیا دلیل ہو سکتی ہے؟

سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:۔

﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ الآیہ (النساء:۴/۱۱۳)

"اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا فضل تم پر بڑا ہے"

ختم شد

درود پاک کے فضائل

جذب القلوب میں مندرجہ ذیل فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

(۱) ایک بار درود پاک پڑھنے سے دس گناہ معاف ہوتے ہیں' دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ دس درجے بلند ہوتے ہیں۔ دس رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

(۲) درود پاک پڑھنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۳) درود پاک پڑھنے والے کا کندھا جنت کے دروازے پر حضور ﷺ کے کندھے مبارک کے ساتھ چھو جائے گا۔

(۴) درود پاک پڑھنے والا قیامت کے دن سب سے پہلے آقائے دو جہاں ﷺ کے پاس پہنچ جائے گا۔

(۵) درود پاک پڑھنے والے کے سارے کاموں کے لئے قیامت کے دن حضور ﷺ متولی (ذمہ دار) ہو جائیں گے۔

(۶) درود پاک پڑھنے سے دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

(۷) درود پاک پڑھنے والے کو جانکنی میں آسانی ہوتی ہے۔

(۸) جس مجلس میں درود پاک پڑھا جائے اس مجلس کو فرشتے رحمت سے گھیر لیتے ہیں۔

(۹) درود پاک پڑھنے سے سید الانبیاء حبیب خدا ﷺ کی محبت بڑھتی ہے۔

(۱۰) رسول اللہ ﷺ خود درود پاک پڑھنے والے سے محبت فرماتے ہیں۔

(۱۱) قیامت کے دن سید دو عالم نور مجسم ﷺ درود پاک پڑھنے والے سے مصافحہ کریں گے۔

(۱۲) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔

(۱۳) فرشتے درود پاک پڑھنے والے کے درود شریف کو سونے کی قلموں سے چاندی کے کاغذوں پر لکھتے ہیں۔

(۱۴) درود پاک پڑھنے والے کا درود شریف فرشتے دربار رسالت میں لے جا کر یوں عرض کرتے ہیں ، یارسول اللہ ﷺ! فلاں کے بیٹے فلاں نے حضور کے دربار میں درود پاک کا تحفہ حاضر کیا ہے۔

(۱۵) درود پاک پڑھنے والے کا گناہ تین دن تک فرشتے نہیں لکھتے۔

پیغام اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیارے بھائیو! تم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھولی بھالی بھیڑیں ہو بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں یہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکا دیں تمہیں فتنے میں ڈال دیں تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں ان سے بچو اور دور بھاگو دیوبندی ہوئے، رافضی ہوئے، نیچری ہوئے، قادیانی ہوئے، چکڑالوی ہوئے، غرض کتنے ہی فتنے ہوئے اور ان سب سے نئے گاندھوی ہوئے جنہوں نے ان سب کو اپنے اندر لے لیا یہ سب بھیڑیے ہیں تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں ان کے حملوں سے اپنا ایمان بچاؤ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم، رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں حضور سے صحابہ روشن ہوئے، ان سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے ان سے ہم روشن ہوئے اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول کی سچی محبت ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں سے سچی عداوت جس سے خدا اور رسول کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو، اپنے اندر سے اسے دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔

(وصایا شریف ص ۱۳ [illegible])